بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محدث
دہلی

نگران اصول
مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی
شیخ الحدیث

مدیر مسئول
نذیر احمد املوی
رحمانی

جلد ۸ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ماہ اپریل ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۲

آہ! توحید و سنّت کا علمبردار مجاہد چل بسا

یکم صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۴۱ء بروز جمعہ کی صبح بھی کیسی قیامت خیز صبح تھی جبکہ ہمارے کانوں نے انتہائی قلق و اضطراب اور رنج والم کے ساتھ یہ غم انگیز خبر سنی کہ امانت الہیہ کے حامل، حدیث کے حافظ۔ توحید کے فدا کا سنت کے شیدائی، لشکر اسلام کے بہادر جرنیل، ہندوستان کے واحد ملی خطیب، حضرت مولانا محمد جوناگڈھی (نور اللہ مرقدہ) کا آج رات کو اپنے وطن (جوناگڑھ) میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

گو مولانا مرحوم نے اپنی طالب علمی کا دور ختم کرکے تقریباً ۲۵۔ ۳۰ سال سے مستقل قیام دہلی ہی میں اختیار کرلیا تھا۔ لیکن سال دو سال میں ہمیشہ ایک سفر چند روز کیلئے اپنے وطن کا بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس سال بھی ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۹ھ کو جوناگڑھ پہنچ گئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ اس سے پہلے جب کبھی وطن جاتے۔ دہلی سے اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال کو بھی لیجاتے۔ مگر اس دفعہ تن تنہا تشریف لیگئے۔ اختلاج قلب کی شکایت تو ان کو عرصہ سے تھی، اسلئے سفر کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے، خصوصاً اس دفعہ تو بارہا کہتے سنے گئے کہ جوناگڑھ

جانیکی ضرورت ہے، لیکن خدا جانے ہمت کیوں نہیں پڑتی تھی کئی دفعہ بندھا بندھایا بستر کھلوا دیا۔ مگر نوشتہ الٰہی پورا تھا۔ اسلئے حالات نے اس سفر پر مجبور کیا، اور آخر وہ جانکاہ حادثہ پیش آیا جس سے دل مجروح، اور آنکھیں اشکبار ہیں ؎

الموت فاجئۃ واللہ قاتلہ فالعین باکیۃ والقلب مضطرم

آج مذہبی دنیا میں شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو، جو مولانا کو ان کی مجاہدانہ دینی خدمات کے باعث نہ جانتا ہو۔ وہ توحید میں اتنے پختہ اور اتباع سنت میں اتنے سخت تھے کہ آج مخالف کو بھی اس حقیقت کے اعتراف کے بغیر چارہ نہیں۔ قوت گویائی قدرت نے ان کو ایسی ودیعت کی تھی کہ جب کبھی میدان خطابت میں آتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ تائید الٰہی ان کے شامل حال ہے، اور روح القدس ان پر مضامین کا القا کر رہے ہیں۔ کتاب و سنت کی حمایت میں ان کی پرجوش اور باطل شکن تقریروں کی گرج سے آج بھی ہندوستان کا چپہ چپہ گونج رہا ہے۔ خدائے ذوالجلال کی عظمت اور اسکے مقدس رسول کی محبت سے ان کا سینہ اسقدر بھرپور تھا کہ باطل پرستوں کی سینکڑوں ریشہ دوانیوں کے باوجود بھی ان میں کبھی تزلزل پیدا نہیں ہوا۔

ان کی تصنیفات کی تعداد بھی غالباً ۶۰ — ۶۵ سے متجاوز ہے۔ جو توحید پرستی اور اتباع سنت کا اتنا بہترین اور جامع لٹریچر ہے کہ ان کے مطالعہ کے بعد کبھی کوئی سمجھدار انسان شرکیہ توہمات، بدعیہ خرافات، اور تقلیدی جمود پر قائم نہیں رہ سکتا۔ جہاں آپ نے جزوی مسائل پر ۔ ۔ ۔ ۔ چھوٹے چھوٹے رسائل لکھکر امت کی ہدایت کا بہترین فرض انجام دیا ہے، وہاں محدث کبیر، حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی پوری تفسیر، اور فقیہ اکبر، امام اعظم حضرت ابن قیم رحمہ اللہ کی مشہور تالیف "اعلام الموقعین" کا مکمل ترجمہ لکھکر بھی دین کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ "اعلام الموقعین" وہ کتاب ہے کہ جب اسکے ترجمہ کی خبر مولانا ابوالکلام آزاد کو معلوم ہوئی تو فرط مسرت سے بے اختیار ہوکر از خود مولانا جوناگڈھی کو خط لکھتے ہیں اور اس کا ترجمہ شائع کرنے پر ان کو مبارکباد دیتے ہیں۔

آجکل آپ ایک نہایت ضروری اور مفید تصنیف میں مصروف تھے، . . . . یعنی آپ نے ارادہ کیا تھا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ان تمام خطبوں کو اکٹھا کر دیں جو آنحضور نے مختلف اوقات میں لوگوں کے سامنے بیان فرمائے تھے۔ اور خیال یہ تھا کہ ان خطبات نبویہ کی اتنی مقدار جمع کر دی جائے کہ ایک خطیب سال بھر تک اس میں سے ہر جمعہ کو ایک ایک خطبہ بیان کرتا رہے۔ چنانچہ ابتک اس کی تین جلدیں مطلب خیز ترجمے کے ساتھ شائع ہوچکی ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینکڑوں خطبات پر مشتمل ہیں۔ بقیہ حصہ بھی زیر طبع تھا مگر وائے حسرت! ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال